دعا قبول ہونے کے اسباب

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

دُعا قبول ہونے کے اَسباب

فصلِ اوّل فضائلِ دُعا میں

قال الرضاء: فضائلِ دعا میں احادیث بکثرت ہیں، دَس اس فصل میں مذکور ہونگی آئندہ بھی ضمنِ کلام میں بہت احادیث آئیں گی ۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ.(1)﴾

قال اللّٰه عَزَّوَجَلَّ:

﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾

''میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔'' (پ ۲، البقرة: ۱۸۶)

اور فرماتا ہے:

﴿اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

''مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا۔'' (پ ۲٤، المؤمن: ٦٠)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ﴾

''جو لوگ میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔'' (پ ۲٤، المؤمن: ٦٠)

یہاں عبادت سے مُراد دُعا ہے۔

قال الرضاء: اور فرماتا ہے:

﴿فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾

---

(1) اور اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے۔

”تو کیوں نہ ہوا جب آئی تھی اُن پر ہماری طرف سے سختی تو گڑگڑائے ہوتے لیکن سخت ہوگئے ہیں دل اُن کے۔“ (پ۷، الأنعام: ۴۳)

اِس آیت سے ترکِ دعا پر تہدید شدید نکلی (1).

حدیث۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے (2):

”میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔“ یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اُس سے ویسا ہی کرتا ہوں، ((وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِيْ)) ”اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔“

قال الرضاء: یہ حدیث بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ (3)

أقول: اللہ تعالٰی کا علم وقدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شئے کے لیے ہے، یہ خاص معیّتِ کرم ورحمت ہے، جو دعا کرنے والے کو ملتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ونعمت ہوگی

---

① یعنی اس آیت مبارکہ میں دعا کے چھوڑ دینے پر شدید خوف دلایا جارہا ہے۔

② **حدیث قدسی:** هو ما نقل إلينا عن النبي صلّى الله عليه وسلم مع إسناده إيّاه إلى ربّه عزّوجلّ. ("تيسير مصطلح الحديث"، الباب الأول، الفصل الرابع، ص۱۲۶)
یعنی حدیث قدسی وہ حدیث ہے جس کے راوی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوں اور نسبت اللہ تعالٰی کی طرف ہو۔

③ "صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء ... إلخ، باب فضل الذكر والدعاء ... إلخ، الحديث: ۲٦۷۵، ص۱٤٤۲.

کہ بندہ اپنے مولیٰ کی معیّت سے مشرّف ہو ہزار حاجت روائیاں اس پر نثار اور لاکھ مقصد ومراد اس کے تصدُّق۔ ﴾(1)

حدیث۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔''(2)

قال الرضاء: اسے ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے اُنہیں صحابی (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا۔ ﴾

حدیث۳: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

''اے فرزندِ آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور میرا اُمیدوار رہے گا، میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔''

قال الرضاء: رواہ الترمذي عن أنس بن مالک رضي اللہ تعالی عنہ. ﴾(3)

---

① یعنی: اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ علم وقدرت سے تو ہر چیز کے ساتھ ہے، لیکن اُس کا وہ خاص قرب، جو دعا کرنے والے کو ملتا ہے، اتنی بڑی نعمت وسعادت ہے کہ اگر اس نعمت پر بندے کی ہزاروں مقبول دعائیں اور مرادیں بھی قربان ہوجائیں تو کم ہیں۔

② "سنن الترمذي"، کتاب الدعوات، باب ماجاء في فضل الدعاء، الحدیث: ۳۳۸۱، ج۵، ص۲۴۳.

③ اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

"سنن الترمذي"، کتاب الدعوات، باب في فضل التوبة ... إلخ، الحدیث: ۳۵۵۱، ج۵، ص۳۱۸-۳۱۹.

حدیث۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

’’دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔‘‘

قال الرضاء: رواه عنه ابن حبّان والحاكم﴾.(1)

حدیث۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

’’دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور۔‘‘

قال الرضاء: رواه الحاكم عن أبي هريرة وكأبي يعلى عن علي رضي الله تعالى عنهما.﴾(2)

حدیث۶: منقول کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

’’جو بلا اُتر چکی اور جو ابھی نہ اُتری، دعا سب سے نفع دیتی ہے، تو دعا اختیار کرو اے خدا کے بندو!۔‘‘

قال الرضاء: رواه الترمذي والحاكم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما.﴾(3)

---

(1) اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

’’المستدرك‘‘، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ١٨٦١، ج٢، ص١٦٤.

(2) اس حدیث کو حاکم نے حضرت ابو ہریرہ اور اسی کی مثل ابو یعلی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

’’المستدرك‘‘، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ١٨٥٥، ج٢، ص١٦٢.

(3) اس حدیث کو امام ترمذی اور حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

’’سنن الترمذي‘‘، باب في دعاء النبي... إلخ، الحديث: ٣٥٥٩، ج٥، ص٣٢٢.

حدیث ۷: وارِد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''بَلا اُترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے تو دونوں کُشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک۔''

یعنی دعا اُس بَلا کو اترنے نہیں دیتی۔

قال الرضاء: رواه البزّار والطبراني والحاكم عن أمّ المؤمنين رضيِ اللّٰه تعالى عنها.﴾(1)

حدیث ۸: مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

قال الرضاء: رواه الترمذي عن أنس رضي اللّٰه تعالى عنه.﴾(2)

حدیث ۹: مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کر دے، رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاحِ مومن (یعنی مومن کا ہتھیار) ہے۔''

---

❶ اس حدیث کو بزار، طبرانی اور حاکم نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

"المستدرك"، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ١٨٥٦، ج٢، ص١٦٢.

❷ اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

"سنن الترمذي"، باب ما جاء في فضل الدعاء، الحديث: ٣٣٨٢، ج٥، ص٢٤٣.

قال الرضاء: رواه أبو يعلى عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما. ﴾(1)

حدیث۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔''

قال الرضاء: أخرجه أحمد وابن أبي شيبة والبخاري في ''الأدب المفرد'' والترمذي وابن ماجه والحاكم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.(2)

اور یہ معنی بعض احادیثِ قدسی میں بھی آئے۔

أخرجه العسكري في ''المواعظ'' عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ((قال الله تعالى: من لا يدعوني أغضب عليه)).

یعنی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اُس پر غضب فرماؤں گا۔'' العِياذ بالله تعالى. ﴾(3)

---

① اس حدیث کو ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

"مسند أبي يعلى"، الحديث: ١٨٠٦، ج٢، ص٢٠١-٢٠٢.

② اس حدیث کو امام احمد وابن ابی شیبہ، اور امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں اور امام ترمذی وابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

"المستدرك"، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ١٨٤٩، ج٢، ص١٦٠.

③ "كنز العمال"، الباب الثامن، الفصل الأول، الحديث: ٣١٢٤، الجزء الثاني، ج١، ص٢٩، (بحوالہ ''مواعظ'').

اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تَـقَـدَّسَ وَتَـعَـالٰی (پاک اور بلند وبالا) نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی۔ حلِّ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا وآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔ (1)

ایک دعا سے آدمی کو **پانچ فائدے** حاصل ہوتے ہیں:

اوّل: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فِي نَفْسِهٖ (یعنی بذاتِ خود) عبادت بلکہ سرِّ عبادت (یعنی عبادت کا مغز) ہے۔

دُوُم: وہ اِقرارِ عجز ونیاز[۱] داعی واعتراف بہ قدرت وکرمِ اِلٰہی پر دلالت کرتی ہے۔

سِوُم: امتثالِ امرِ شرع، کہ شارع نے اُس پر تاکید فرمائی، نہ مانگنے پر غضبِ اِلٰہی کی وعید آئی۔ (2)

---

(1) مشکلات کو حل کرنے میں دعا سے زیادہ اثر کرنے والی اور آفات وبلیات کو ٹالنے میں دعا سے زیادہ بہترین کوئی چیز نہیں۔

[۱] یعنی جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عجز واحتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم وقدرت کا اعتراف کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

(2) یعنی: دعا مانگنا شریعتِ مطہرہ کے حکم کی بجا آوری ہے کہ اللہ رب العزت جل وعلا نے فرمایا: ﴿اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (پ ۲٤، المؤمن: ٦۰) ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا“ اور دعا نہ مانگنے والے کے بارے میں عذاب کی وعید ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا: ”جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا“۔

چہارُم: اِتباعِ سنّت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔ (1)

پنجم: دفعِ بلا وحصولِ مدّعا (بلا ٹلنے اور مراد پوری ہونے) کہ بحکمِ ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(2) و {اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾(3)۔

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اس کو عطا فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے۔

سرورِ معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے:

"دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی:

(۱) یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے

(۲) یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے

(۳) یا اس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مُستَجاب (قبول) نہ ہوئی تھیں تمنّا کرے گا: کاش! دنیا

---

① کہ دعا سے آفات وبلیات دور ہوتی ہیں اور مقصود حاصل ہوتا ہے۔

② ترجمۂ کنزالایمان: "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (پ ٢٤، المؤمن: ٦٠)

③ ترجمۂ کنزالایمان: "دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے"

(پ ٢، البقرة: ١٨٦).

میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔ ''(1)

مگر ایسے شخص کو، کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورتِ عدمِ حصولِ مُدّعا ثوابِ آخرت اُس کے عوض ملنا چاہتا ہے، مناسب کہ دعا میں اس کے آداب کی رعایت کرے۔ (2) وَاللّٰهُ الْمُوَفِّق (اور اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے)۔

---

(1) "کتاب الدعاء للطبرانی"، بابِ ما جاء فی فضل لزوم الدعاء، الحدیث: ۳۵، ص ۳۲، مختصرًا.
و "شعب الایمان"، الحدیث: ۱۱۳۳، ج ۲، ص ۴۹.

(2) یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دعا قبول ہو جائے یا اس کے عوض آخرت میں ثواب کا خزانہ ہاتھ آئے، تو اسے چاہئے کہ دعا میں آدابِ دعا کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

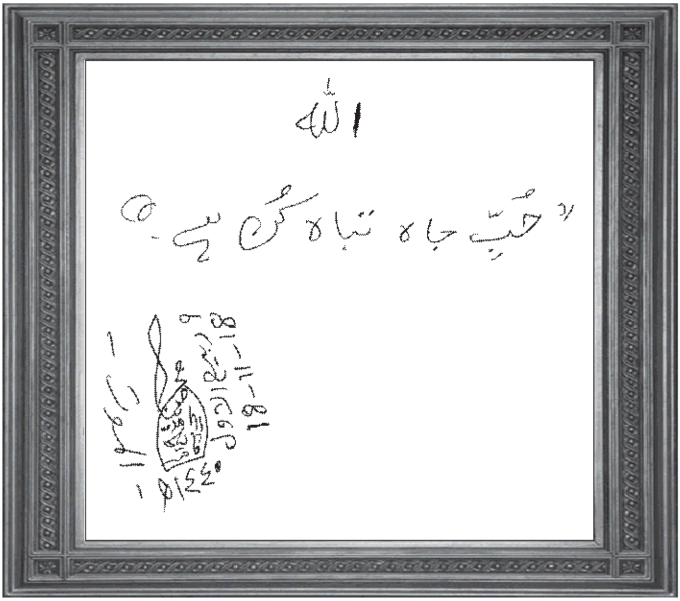

اللہ

"حُبِّ جاہ تباہ کُن ہے۔"

فصلِ دُوُم آدابِ دعا واسبابِ اِجابت میں

قال الرضاء: آدابِ دعا جس قدر ہیں، سب اسبابِ اِجابت ہیں کہ ان کا اجتماع اِنْ شَاءَ اللّٰہُ العَزِیز مُورثِ اِجابت ہوتا ہے، بلکہ ان میں بعض بِمَنزِلہ شرط ہیں جیسے: حضورِ قلب وصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دیگر مُحسَنات و مُستَحسَنات۔ (1)

ثم أقول: یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقۃً شرط کہیے، بایں معنی کہ اجابت اس پر موقوف ہو، کہ اگر وہ نہ ہو تو اِجابت زِنہار نہ ہو۔ (2) اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا: **((واعلموا أنّ اللّٰہ لا یستجیب دعاءً من قلب غافل لاہٍ)).** (3)

”خبردار ہو! بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔“

حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلاقصد زبان سے نکل جائے مقبول ہو جاتا ہے

---

❶ جتنے بھی آداب دعا ہیں وہ سب قبولیت کا سبب ہیں اگر دعا میں ان کو جمع کرلیا جائے تو انشاء اللہ عزوجل دعا کی قبولیت کا باعث ہونگے بلکہ بعض آداب ایسے ہیں کہ جو دعا میں شرط کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے: یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور دیگر نیک امور بجالاکر دعا کرنا۔

❷ بہرحال یہاں شرط اپنے حقیقی معنی میں نہیں ہے کہ اگر وہ نہ پائی جائے تو دعا ہرگز قبول ہی نہ ہو۔

❸ ”سنن الترمذي“، کتاب الدعوات، باب ماجاء في جامع الدعوات ... إلخ، الحدیث: ۳٤۹۰، ج۵، ص۲۹۲.

و”المستدرك“، کتاب الدعاء والتکبیر... إلخ، الحدیث: ۱۸٦۰، ج۲، ص۱٦٤.

ولہٰذا حدیثِ صحیح (1) میں ارشاد ہوا: ''جب نیند غلبہ کرے تو ذکر و نماز ملتوی کر دو، مَبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کرنا چاہو اِستغفار اور نیند میں نکل جائے کوسنا۔''(2)

تو ثابت ہوا کہ یہاں شرط بمعنیٰ حقیقی نہیں، بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو تو وہ دعا بروجہِ کمال ہے اور اس میں توقعِ اِجابت کو نہایت قُوّت خصوصاً جب کہ مُحسنات کو بھی جامع ہو، اور اگر شرائط سے خالی ہو تو فِي نَفْسِہٖ وہ رِجائے قبول نہیں، بمحض کرم و رحمت یا توافقِ ساعتِ اِجابت، قبول ہو جانا دوسری بات ہے (3) یہ فائدہ ضرور ملاحظہ رکھئے۔ اب شمارِ آداب کی طرف چلئے۔)

---

① **حدیثِ صحیح:** ما اتّصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله إلى منتهاه من غير شذوذ ولا علة.

("تيسير مصطلح الحديث"، الباب الأول، الفصل الثاني، ص٣٣).

یعنی: ''وہ حدیث جس کے تمام راوی عادل اور تام الضبط ہوں، اس کی سند ابتداء سے انتہاء تک متصل ہو نیز وہ حدیث علّتِ خفیہ قادحہ اور شذوذ سے بھی محفوظ ہو۔''

② "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم ... إلخ، الحديث: ٢١٢، ج١، ص٩٤.

و"سنن الترمذي"، كتاب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند النعاس، الحديث: ٣٥٥، ج١، ص٣٧٢.

③ بہر حال یہ بات ثابت ہوئی کہ یہاں شرائط اپنے حقیقی معنوں میں نہیں کہ ان شرائط کے بغیر دعا قبول ہی نہ ہو، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ اگر یہ شرائط دعا میں جمع ہو جائیں تو دعا کامل ہے اور اس میں قبولیت کا امکان قوی، بالخصوص جبکہ وہ دیگر نیک امور کو بھی شامل ہو، اس کے برعکس اگر دعا شرائط و آداب سے خالی ہو تو اس کی قبولیت کی امید نہیں، ہاں البتہ کرم و رحمتِ الٰہی ہو جائے یا دعا کی قبولیت کی گھڑی ہو اور دعا قبول ہو جائے تو اور بات ہے۔

آدابِ دعا کہ آیات واحادیثِ صحیحہ معتبرہ وارشاداتِ علمائے کرام سے ثابت، جن کی رعایت اِن شاءَ اللہ تعالٰی ضرور باعثِ اجابت (قبولیت کا سبب) ہو۔

قال الرضاء: وہ ساٹھ٦٠ ہیں۔ اِکاون٥١ حضرت مُصنّف علّام قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ذکر فرمائے اور نو٩ فقیر غفرَ اللّٰہُ تعالٰی لہٗ نے بڑھائے۔ ﴾

ادب ۱: دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر (دوسروں کے خیالات) سے پاک کرے۔

قال الرضاء: رب عزوجل کا خاص محلِ نظر (خاص نظرِ کرم فرمانے کی جگہ) دل ہے۔

((إنّ اللّٰہ لا ینظر إلی صورکم وأموالکم ولکن ینظر إلی قلوبکم وأعمالکم.)) ﴾(1)

ادب ۲، ۳، ۴: بدن ولباس ومکان، پاک ونظیف وطاہر ہوں۔

قال الرضاء: کہ اللہ تعالٰی نظیف ہے، نظافت کو دوست رکھتا ہے۔ ﴾

ادب ۵: دعا سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے کہ خدائے کریم کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو۔

قال الرضاء: صدقہ، خصوصاً پوشیدہ، اس امر میں اثرِ تمام رکھتا ہے (یعنی دعا کی

---

① ”بیشک اللہ تعالٰی تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، البتہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“

”صحیح مسلم“، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم... إلخ، الحدیث: ٢٥٦٤، ص١٣٨٧.

قبولیت میں بہت مؤثر ہے) {قَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَۃً ؕ}(1) وُجوب اگر منسوخ ہے، تو اِستحباب ہَنوز باقی ہے۔ ﴾(2)

ادب ۶: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا اُن سے معاف کرالے۔

قال الرضاء: خلق (یعنی بندوں) کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اسے چمٹے دادو فریاد کا شور کررہے ہیں، اسے گالی دی، اسے مارا، اس کا مال لے لیا، اسے لوٹا، غور کرے اس کا یہ حال قابلِ عطاو نوال ہے یا لائقِ سزا و نکال، وحسبنا اللّٰہ ذو الجلال. ﴾(3)

ادب ۷: کھانے پینے لباس وکسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار وحرام کار (حرام کھانے والے اور حرام کام کرنے والے) کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

---

① ترجمۂ کنزالایمان: ”اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو“ (پ۲۸، المجادلۃ:۱۲)

② آیت کریمہ میں ”قَدِّمُوۡا“ کے صیغۂ امر کے سبب اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ دعا سے پہلے صدقہ کرنا واجب ہے مگر چونکہ اس آیتِ کریمہ سے ثابت شدہ حکم منسوخ ہوچکا ہے چنانچہ واجب تو نہیں البتہ اب بھی مستحب ضرور ہے۔

(”التفسیر الکبیر“، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، الجزء التاسع والعشرون، ج۱۰، ص۴۹۵).

③ یعنی وہ شخص جو بادشاہ کے حضور حاضر ہو کر فریاد کر رہا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس نے کسی کا مال لوٹا کسی کو گالی دی، آیا وہ انعام دیئے جانے اور مہربانی کئے جانے کا مستحق ہے یا سزا دیئے جانے کا!۔ اور اللہ تعالٰی عظمت والا ہمیں کافی ہے۔

ادب ۸: دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔

قال الرضاء: کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے۔ ﴾

ادب ۹: وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوصِ قلب سے پڑھے کہ جالبِ رحمت ہے اور رحمت، موجبِ نعمت۔ (1)

---

❶ یعنی اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دعا سے پہلے اِخلاص کے ساتھ دو رکعت نفل نماز پڑھے کہ رحمتِ الٰہی عزوجل کا سبب ہے، اور رحمت نعمتِ الٰہی کے حصول کا باعث ہے۔

بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

(۱) طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنّتِ فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہو گا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔

(۴) غروبِ آفتاب سے فرض مغرب تک۔ مگر امام ابن الھمام نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا۔

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔ =

ادب ۱۰، ۱۱، ۱۲: دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، مؤدّب (باادب) دوزانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔

قال الرضاء: یا بہ نیتِ شکرِ توفیقِ دعا والتجاء اِلَی اللّٰہ، سجدہ کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قُربِ رب کی ہے، قالہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم.(1)

= (۶) عَین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف واستسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحبِ ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔

(۷) نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں۔

(۸) نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔

(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔

(۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔

(۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، جلد۱، حصہ سوم، ص ۴۵۵-۴۵۷)

① یعنی: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا والتجا کرنے کی توفیق ملنے پر، سجدۂ شکر کی نیت سے سجدہ کرے کہ بندہ سجدے میں سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا، تو سجدے میں دعا زیادہ مانگو''۔

وقیّدنا بنیة الشکر؛ لأنَّ السجود بلا سبب حرام عند الشافعیّة ولیس بشيء عندنا إنّما هو مباح لا لک ولا علیک کما نصّوا علیه.﴾(1)

ادب ۱۳، ۱۴: اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے۔(2)

حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔''(3)

اے عزیز! حَیف (افسوس) ہے کہ زبان سے اس کی قدرت وکرم کا اِقرار کیجئے اور دل اوروں کی عظمت اور بڑائی سے پُر ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا: میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل ان کے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔(4)

---

① ہم نے شکر کی نیت کے ساتھ سجدہ کو اس لئے خاص کیا کہ بغیر کسی سبب کے سجدہ کرنا شافعیوں کے نزدیک حرام اور ہم حنفیوں کے نزدیک محض مباح یعنی جائز ہے، کہ اس کے کرنے یا نہ کرنے پر نہ ثواب نہ عذاب جیسا کہ علمائے کرام نے اس پر نصوص بیان فرمائیں۔

انظر "ردّ المحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجود التلاوة، ج۲، ص۷۲۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر، ج۱، ص۱۳۶.

② یعنی: ظاہر بدن سے عاجزی وانکساری کا اظہار ہو اور دل حاضر ہو۔

③ "سنن الترمذي"، کتاب الدعوات، باب في جامع الدعوات... إلخ، الحدیث: ۳۴۹۰، ج۵، ص۲۹۲.

④ "روح البیان"، پ۸، الأعراف، تحت الآیة: ۵۶، ج۳، ص۱۷۸.

و"الرسالة القشیریة"، باب الدعاء، ص۲۹۹.

اے عزیز! جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی، خدائے تعالیٰ کی ہستی میں گم نہ کرے، رحمتِ خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کے لیے مخصوص ہے، تیری طرف کب متوجہ ہو۔ جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی چُوبدار (نوکر) یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوارِ زجر ہے (یعنی ملامت کے لائق ہے)، نہ کہ مستحقِ انعام (یعنی اِنعام کا مستحق)۔

ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدّس سرّہ نماز پڑھاتے تھے، جب اس آیت پر پہنچے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝﴾ "تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں"، روتے روتے بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے، لوگوں نے حال پوچھا فرمایا: اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہو: اے کاذب خموش! کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کے لیے رہ گئی، رات دن رزق کی تلاش میں کُوبکُو (در بدر) پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجاء کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے: میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں، تو میں اس بات کا کیا جواب دوں؟ (1)

اے عزیز! وہاں دل پر نظر ہے نہ کہ زبان پر۔

ما زباں را ننگریم و قال را
ما دواں را بنگریم و حال را (2)

---

❶ "روح البیان"، پ ۱، الفاتحۃ، تحت الآیۃ: ۵، ج ۱، ص ۲۰.

❷ ع
زبان و قال کی جانب کبھی ہوتی نہیں مائل
مری رحمت دلِ خستہ تمہاری ہی طرف مائل

چاہیے کہ دل وزبان کو موافق اور ظاہر وباطن کو مطابق اور جمیع ماسوائے اللہ سے رشتۂ امید قطع کرے نہ نفس سے کام، نہ خلق سے غرض رکھے، تا شاہدِ مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے۔ (1)

قال الرضاء: نظر بغیر، جب بالذات نظر بغیر ہو نظر بغیر ہے بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود ومراد ہوں تو قطعاً شرک وکفر۔ (2)

محبوبانِ خدا سے توسُّل، نظر بخدا ہے نہ کہ نظر بغیر۔ (3) ولہٰذا خود قرآنِ عظیم نے اس کا حکم دیا، جس کا ذکر ادب ۲۲ میں آتا ہے۔ اس کی نظیر تَواضُع ہے (اس کی مثال بزرگوں کی تعظیم وتوقیر والا مسئلہ ہے) علمائے کرام فرماتے ہیں: غیر خدا کیلئے تَواضُع حرام ہے۔

---

① اپنے دل وزبان اور اپنے ظاہر وباطن کو ایک سا کرے کہ جو زبان سے مانگے دل بھی اسی کی طرف متوجہ ہو اور اللہ عزوجل کے سوا سب سے امید منقطع کر کے اپنی امیدگاہ صرف اسی کی ذات کو بنائے اور مراد برآنے تک اپنی اسی کیفیت کو برقرار رکھے۔

② غیر خدا کو مُعین ومددگار ماننا اس طرح کہ وہی مُعین ومددگار ہے "نظر بغیر" کہلاتا ہے اور اگر حقیقۃً اُسی غیرِ خدا کو بِالذّات (یعنی اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر) حقیقی مُراد اور مقصودِ اصلی سمجھ کر اپنا مُعین ومددگار مانے تو یہ کُھلا کفر وشرک ہے، یا یوں سمجھیں کہ اللہ عزوجل کے سوا غیروں سے مدد مانگنا "نظر بغیر" ہے، چنانچہ اگر یہ عقیدہ رکھے کہ غیر ہی بِالذّات (یعنی اللہ کی عطا کے بغیر) اَز خود دینے والا ہے تو یہ عقیدہ، یقینی طور پر کفر وشرک ہے۔ ہاں البتہ! اللہ کے نیک بندوں سے تَوسُّل یعنی ان کو اپنا وسیلہ بنانا یہ "نظر بغیر" ہے ہی نہیں، جس کی تفصیل خود اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں۔

لِـ فائدہ جلیلہ: استِعانت بالغیر وتوسّل بہ محبوبان کا امتیاز۔

③ اللہ عزوجل کے نیک بندوں کو اپنی حاجت روائی کیلئے وسیلہ بنانا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے نہ کہ کسی اور سے۔

"فتاویٰ ہندیہ" و "ملتقط" وغیرہما میں ہے: "اَلتَّوَاضُعُ لِغَیْرِ اللّٰہِ حَرَامٌ".(1) حالانکہ مُعظَّمانِ دین کے لیے تواضع قطعاً مَامُوْر بِہٖ ہے (یعنی دینی پیشواؤں کی تعظیم کا حکم تو یقینی طور پر دیا گیا ہے) خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے: ((تواضعوا لمن تعلّمون منه وتواضعوا لمن تعلّمونه ولا تکونوا جبابرة العلماء)).(2)

"اپنے استاد کے لیے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کیلئے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو۔"

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا: "جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے، "ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ" اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔"(3)

تو وجہ وہی ہے کہ مالِ دنیا کے لیے تواضع (عاجزی وانکساری) رُو بخدا نہیں یہ حرام ہوئی اور یہی تَوَاضُع لِغَیْرِ اللّٰہ ہے اور علم دین کے لیے تواضع رُو بخدا ہے، اس کا حکم آیا، اور یہ عَین تَوَاضُع لِلّٰہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اسی کو بھول کر وہابیہ ومشرکین اِفراط وتفریط میں پڑے۔(4) والعِیاذ باللّٰہ ربّ العالمین. ﴾

---

① "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الثامن والعشرون، ج٥، ص٣٦٨.

و"الدر المختار"، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، ج٩، ص٦٣٢.

② "فیض القدیر"، الحدیث: ٣٣٨١، ج٣، ص٣٦٠.

و"شعب الإیمان"، الحدیث: ١٧٨٩، ج٢، ص٢٨٧.

③ "شعب الإیمان"، الحدیث: ١٠٠٤٣، ج٧، ص٢١٣.

④ (تو وجہ وہی ہے.....) سے مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی معظّم دینی کی تعظیم تواضع لغیر اللہ نہیں

ادب ۱۵: نگاہ نیچی رکھے، ورنہ مَعاذ اللہ زوالِ بصر کا خوف ہے (یعنی نظر کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے)۔

قال الرضاء: یہ اگرچہ حدیث میں دعائے نماز کے لیے وارد، مگر علماء اسے عام فرماتے ہیں۔)

ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کا حکم دیا گیا ہے تو یہ تواضع خدا کیلئے ہوئی اسی طرح اللہ کے نیک بندوں سے تَوَسُّل درحقیقت اللہ ہی سے مانگنا ہے نہ کہ غیر اللہ سے مانگنا کیونکہ قرآن وحدیث میں کئی جگہ ان بزرگوں سے تَوَسُّل کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ حکمِ قرآنی پر عمل ہوا یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اس نکتہ کو وہابیوں اور مشرکوں نے بھلا دیا، چنانچہ نصاریٰ تو اس قدر بڑھے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں اس قدر غُلُو (مبالغہ) کیا کہ انھیں اس {لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ} کی شان والی پاک ذات کا بیٹا کہنے لگے اور ادھر وہابیوں، دیوبندیوں نے اس قدر عاجز ولاچار سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر بیٹھے۔

ع کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کُھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں، ارے ہاں نہیں

("حدائق بخشش"، ص ۸۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مَردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

("حدائق بخشش"، ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(مَردک: ذلیل وگھٹیا آدمی کو کہتے ہیں)۔

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

("ارمغانِ مدینہ"، ص ۶۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ادب ۱۶: دعا کے لیے اول وآخر حمدِ الٰہی بجالائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں، تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔

حمد کا مختصر وجامع کلمہ:

((لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِکَ))(1)

اور **((اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ))** ہے(2)۔

قال الرضاء: یونہی **((اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَکَ وَيُکَافِئُ مَزِيْدَ کَرَمِکَ))**(3) وغیر ذالک کہ احادیث میں وارِد۔ ﴿

ادب ۱۷: اول وآخر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کے آل واصحاب پر دُرود بھیجے کہ درود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اول وآخر کو قبول فرمائے اور وسط (درمیان) کو رد کردے۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: ''دعا زمین وآسمان کے درمیان روکی جاتی ہے جب تک تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود نہ بھیجے بلند نہیں ہونے پاتی''۔(4)

---

❶ یعنی میں تیری حمد وثنا ایسی نہیں کرسکا جیسی حمد وثنا تو خود اپنے لئے کرتا ہے۔

("صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، الحديث: ٤٨٦، ص٢٥٢)

❷ اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد وستائش ہے جیسا کہ تو خود فرمائے اور اس سے بہتر ہے جو ہم کہیں۔

("سنن الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما جاء في عقد التسبيح، الحديث: ٣٥٣١، ج٥، ص٣٠٩)

❸ اے رب ہمارے! ساری خوبیاں تجھی کو کہ تیری نعمتوں کے بدلے اور تیرے مزید انعامات کے مقابلہ میں ہوں۔

("الترغيب والترهيب"، الحديث: ٢٤٣٦، ج٢، ص٢٨٨، بألفاظ متقاربة)

❹ "سنن الترمذي"، كتاب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ٤٨٦، ج٢، ص٢٩.

قال الرضاء: بلکہ بیہقی وابوالشیخ سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تعالٰی وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **((الدعاء محجوب عن اللّٰه حتى يصلّى على محمّد وأهل بيته)).**(1)

"دعا اللّٰہ تعالٰی سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر دُرود نہ بھیجی جائے۔" ﴿

اے عزیز! دعا طائر ہے اور دُرود شہپر، طائر بے پَر کیا اُڑ سکتا ہے!(2)

ادب ۱۸: اب کہ مانگنے کا وقت آیا، تصورِ عظمت وجلالِ الٰہی میں ڈوب جائے (یعنی: اللّٰہ تعالٰی کی عظمت وشان کے تصور میں گم ہو جائے)۔

قال الرضاء: اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہو گئی تو سبحان اللّٰہ! یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دے گی ورنہ اس قدر تو ضرور کہ مُورِثِ حیا واَدب وخضوع وخشوع ہوگا (یعنی یہ زبان کا خاموش ہونا حیا وادب اور ظاہر وباطن سے اس کی بارگاہ میں حاضری کا باعث ہوگا) کہ یہی روحِ دُعا ہے دُعا بے اِس کے تنِ بے جان (بے جان جسم) اور تنِ بے جان سے اُمید جہالت۔ ﴿

---

(1) "كنز العمال"، كتاب الأذكار، الحديث: ٣٢١٢، ج١، الجزء الثاني، ص٣٥، (بحوالہ ابوالشیخ). و"شعب الإيمان"، باب في تعظيم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وإجلاله وتوقيره، الحديث: ١٥٧٦، ج٢، ص٢١٦، بتصرف قليل.

(2) پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پَر کہ جس کے بغیر کوئی پرندہ پرواز نہیں کر سکتا اسے شَہپر کہا جاتا ہے۔ یعنی دعا ایک پرندہ اور درود پاک اسکے شہپر کی مانند ہے لہٰذا ایسا پرندہ جس کا شہپر ہی نہ ہو وہ کیا اُڑے گا ایسے ہی وہ دعا جو دُرود پاک سے خالی ہو کیونکر مقبول ہو سکتی ہے!۔

ادب ۱۹: اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو، جو باوُجود گناہ، اس کے حال پر فرماتا رہا، یاد کرکے شرمندہ ہو۔

قال الرضاء: یہ شرم باعثِ دل شکستگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ دلِ شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیثِ قُدسی میں ہے: **((أنا عند المنكسرة قلوبُهم لأجلي))**(1) اور نیز تصورِ رحمت جرأتِ عرض پر باعث ہوگا۔

((ومن فتحت له أبواب الدعاء فتحت له أبواب الإجابة))(2).

''جس کے لیے دعا کے دروازے کھلتے ہیں، اِجابت (قبولیت) کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں''۔)

ادب ۲۰: اللہ جل جلالہٗ کی قدرتِ کاملہ اور اپنے عجز واحتیاج پر نظر کرے کہ موجبِ اِلحاح وزاری ہے (یعنی گریہ وزاری کا باعث ہے)۔

ادب ۲۱: شروع میں اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اسم پاک ''أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن'' پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے، فرشتہ ندا کرتا ہے: مانگ کہ ''أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن'' تیری طرف متوجہ ہوا۔''(3)

---

(1) یعنی: میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔

(''فیض القدیر''، حرف الهمزة، تحت الحدیث: ۱۰۵۵، ج۱، ص۶۶۳، بألفاظ متقاربة)

(2) ''المصنف'' لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، في فضل الدعاء، الحديث: ۲، ج۷، ص۲۳، بألفاظ متقاربة.

(3) ''المستدرك''، كتاب الدعاء والتكبير...إلخ، باب إنّ لله ملكاً موكلاً ... إلخ، الحديث: ۲۰۴۰، ج۲، ص۲۳۹.

اور پانچ بار ''یَا رَبَّنَا'' کہنا بھی نہایت مؤثرِ اجابت ہے (یعنی دعا کی قبولیت میں بہت اَثر رکھتا ہے)۔ قرآن مجید میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کرکے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ﴾ ''تو اُن کی دعا قبول کی اُن کے رب نے۔''

(پ٤، آل عمران: ١٩٥).

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: ''جو شخص عجز کے وقت پانچ بار ''یَا رَبَّنَا'' کہے، اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے جس کا خوف رکھتا ہے، امان بخشے اور جو چیز چاہتا ہے، عطا فرمائے پھر یہ آیتیں تلاوت کیں: {رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ إلی قوله تعالی: {اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ (پ٤، آل عمران: ١٩١-١٩٤) (1) اور اَسمائے حُسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کی فضیلت اور انکی برکت تو ظاہر ہی ہے)۔

ادب ٢٢: اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سیّد الانام عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور اس کے اولیاء و اصفیاء بالتخصیص (خصوصاً) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم سے توسّل اور انہیں اپنے اِنجاحِ حاجات کا ذریعہ کرے (یعنی: ان تمام کو اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لیے وسیلہ بنائے) کہ محبوبانِ خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

قال الرضاء: قال اللہ تعالی: ﴿وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾

''اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو''۔ (پ٦، المائدة: ٣٥)

---

① ''روح المعاني''، پ ٣، آل عمران، تحت الآية: ١٩٤، ج ٢، الجزء ٤، ص ٥١٢.

و''الجامع لأحكام القرآن'' للقرطبي، ج ٢، الجزء الرابع، ٢٤٤.

صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ یوں دعا کی جائے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْئَلُکَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِکَ إِلٰی رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِيْ)). (1)

”اِلٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت میں کہ میرے لیے پوری ہو۔“

”صحیح بخاری“ میں ہے، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: **إنّـا نتوسّل إلیک بعمّ نبینا صلی اللہ علیه وسلم فاسقنا.** (2)

”اِلٰہی! ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں، اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ بارانِ رحمت بھیج۔“

---

(1) ”سنن الترمذي“، كتاب الدعوات، الحديث: ٣٥٨٩، ج٥، ص٣٣٦.

و”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٢٤٠، ج٦، ص١٠٧.

نوٹ: حدیث پاک میں ”یا محمد“ ہے۔ مگر اس کی جگہ ”یا رسول اللہ“ کہنا چاہئے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں: اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ مجدِّدِ اعظم امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے رسالہ: ”**تجلي اليقين بأنّ نبينا سيد المرسلين**“ میں مُفَصَّل و مُشَرَّح مذکور ہے۔

(انظر للتفصيل ”الفتاوى الرضوية“، ج٣٠، ص١٥٧.)

(2) ”صحيح البخاري“، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، باب ذكر العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، الحديث: ٣٧١٠، ج٢، ص٥٣٧.

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”من استغاث بي في كربة كشفت عنه ومن نادى باسمي في شدة فرجت عنه ومن توسّل بي في حاجة قضيت له.“(1)

”جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے، وہ حاجت روا ہو۔“

اور فرماتے ہیں: ”إذا سألتم الله فاسئلوا بي.“(2)

”جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو، تمہاری مراد پوری ہوگی۔“

یہ مضامین بَاَسانیدِ صحیحہ (یعنی صحیح سندوں سے) اس جناب سے ائمہ دین و اکابرِ معتمدین نے روایت فرمائے۔ ﴾

ادب ۲۳: اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصاً لوجہ اللہ ہوا ہو، اُس سے توسّل کرے کہ جالبِ رحمت ہے (یعنی رحمتِ الٰہی کا سبب ہے)۔

قال الرضاء: قصۂ اَصحاب الرقیم اس پر دلیل کافی۔ ﴾(3)

---

① ”بهجة الأسرار“، ذكر فضل أصحابه وبشراهم، ص١٩٧.

② ”بهجة الأسرار“، ذكر كلمات أخبربها عن نفسه محدثا... إلخ، ص٥٤.

③ ”صحیح بخاری شریف“ وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے ہیں: ”اگلے زمانہ کے تین شخص کہیں جا رہے تھے سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اُس میں یہ تینوں شخص داخل ہوگئے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری

جس نے غار کو بند کردیا اُنہوں نے کہا: اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم نے جو کچھ نیک کام کیا ہو اُس کے ذریعہ سے اللہ سے دُعا کرو، ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے جب میں جنگل سے بکریاں چَرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے اُن کو پلاتا اُس سے پہلے نہ اپنے بال بچوں کو پلاتا نہ لونڈی غلام کو دیتا ایک دن میں جنگل میں دور چلا گیا رات میں جانوروں کو لے کر ایسے وقت آیا کہ والدین سو گئے تھے میں دودھ لیکر اُن کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے بچے بھوک سے چلا رہے تھے مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ انہیں سوتے سے جگا دوں دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح چمک گئی اور وہ جاگے اور دودھ پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹا دے اس کا کہنا تھا کہ چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں، دوسرے نے کہا: اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس کو میں بہت محبوب رکھتا تھا میں نے اُس کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کیا اُس نے انکار کردیا وہ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوئی میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اُسے ایک سو بیس ۱۲۰ اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت کرے وہ راضی ہوگئی جب مجھے اُس پر قابو ملا تو بولی کہ ناجائز طور پر اس مُہر کا توڑنا تیرے لئے حلال نہیں کرتی۔ اس کام کو گناہ سمجھ کر میں ہٹ گیا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں، الٰہی! اگر یہ کام تیری رضا جوئی کے لئے میں نے کیا ہے تو اس کو ہٹا دے اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ نکل سکیں، تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا اُن سب کو مزدوریاں دیدیں ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اُس کی مزدوری کو میں نے بڑھایا یعنی اُس سے تجارت وغیرہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اُس میں اضافہ ہوا اُس کو بڑھا کر میں نے بہت کچھ کرلیا وہ ایک زمانہ کے بعد آیا اور کہنے لگا: اے خدا کے بندہ! میری مزدوری مجھے دیدے، میں نے کہا: یہ جو کچھ اونٹ، گائے، بیل بکریاں، غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی مزدوری کا ہے سب لے لے، بولا: اے بندۂ خدا! مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا: مذاق

ادب ۲۴: بہ کمالِ ادب ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو، یہ اِبتہال ہے (یعنی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرنا ہے)۔

ادب ۲۵: ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔

قال الرضاء: یعنی اُن میں خَم نہ ہو کہ آسمان قبلۂ دعا ہے، ساری کفِ دست مواجۂ آسمان رہے⁽¹⁾۔)

نہیں کرتا ہوں یہ سب تیرا ہی ہے لے جا وہ سب کچھ لے کر چلا گیا، الٰہی! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اسے ہٹا دے وہ پتھر ہٹ گیا یہ تینوں اُس غار سے نکل کر چلے گئے۔

("صحیح البخاري"، کتاب الإجارة، باب من استأجر أجیرا... إلخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ج۲، ص۶۷.)

امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مذکورہ قصہ کو مختصراً "فتاویٰ رضویہ" جلد ۲۳ کے صفحہ ۵۳۹-۵۴۰ پر بیان فرمایا ہے۔

لے بعض احادیث سے مستفاد کہ طلب نعمت کی دعا ہو تو کفِ دست (ہتھیلی) سوئے آسمان کرے اور ردِّ بَلا کی تو پشتِ دست۔ مگر "ابوداوٗد" وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ پشت دست سے دعا نہ کرو اور بعض اوقات دعا کے وقت صرف انگشتِ شہادت سے اِشارہ بھی آیا اور امام محمد بن حنفیہ سے منقول کہ دعا چار قسم ہے:

اوّل: دعائے رغبت (یعنی کسی چیز کے حصول کی دعا)، اس میں بطنِ کف (ہتھیلی کا پیٹ) جانبِ آسمان ہو۔

دوم: دعائے رَہبت (یعنی کسی چیز سے بچنے کی دعا)، اس میں پشتِ دست اپنے چہرے کی طرف ہو۔

سوم: دعائے تَضَرُّع (یعنی گڑگڑانے والی دعا)، اس میں خِنصر وبِنصر (چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی) بند اور وُسطیٰ واِبہام (درمیانی انگلی اور انگوٹھا) کا حلقہ کرکے مسبّحة (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرے۔

چہارم: دعائے خفیہ کہ بندہ صرف دل سے عرض کرے، زبان نہ ہلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدس سرّہ

("البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۷۷).

① یعنی انگلیوں سمیت پوری ہتھیلی آسمان کی طرف رہے۔

بقیہ دُعا قبول ہونے کے اَسباب جاننے کے لئے فضائلِ دُعا قسط نمبر 2 بنام "دُعا مانگنے کے 34 آداب" کا مطالعہ کیجئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ۞ سنتوں کی تربیت کے لیے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ۞ روزانہ ”غور و فکر“ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مدنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

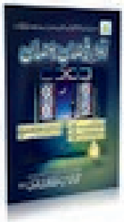

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net